© rasailojaraid.com

غیر اللہ کو رب بنانا

ترمذی میں سیدنا عدی بن حاتم سے ایک روایت یوں ہے :

اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی عنقی صلیب من ذھب فقال یاعدی اطرح عنک ھذا الوثن و سمعتہ یقول :

اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ،

قال انھم لم یکونوا یعبدونھم ولکنھم کانوا اذا احلوا لھم شیئا استحلوہ و اذا حرموا علیھم شیئا حرموہ ۔

میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے گلے میں سونے کی ایک صلیب آویزاں تھی۔ حضورؐ نے فرمایا: اس بت کو اتار پھینکو پھر میں نے حضورؐ کو یہ آیت پڑھتے سنا :

(ان لوگوں نے اپنے علماء و مشائخ کو اللہ کے مقابلے میں رب بنا لیا)

پھر حضورؐ نے اس کی تشریح یوں فرمائی کہ : یہ لوگ ان علماء و مشائخ کی عبادت (پرستش) نہیں کیا کرتے تھے بلکہ جس چیز کو وہ حلال کر دیتے اسے یہ بھی حلال سمجھتے اور جسے وہ حرام کر دیتے یہ بھی اسے حرام قرار دے لیتے ۔

اس حدیث کا شمار بڑی بنیادی احادیث میں ہے کیونکہ اولاً تو اس میں اتخاذ رب یعنی کسی کو رب بنانے کی قرآنی اصطلاح کی تفسیر آں حضرتؐ نے خود فرمائی ہے اور جیساکہ قرآن مجید میں موجود ہے یہ تبیین قرآن کا وہ اہم وظیفہ ہے جو حضورؐ کے سپرد کیا گیا تھا: ...... (الا لتبین لھم) دوسرے اس میں وثن کا صحیح مفہوم بتایا گیا ہے جس سے شرک کی باریک اور نازک شکلیں بھی سامنے آجاتی ہیں۔ اس روایت میں چند خاص قابل غور نکتے ہیں وہ یہ ہیں :

- قرینہ غالب یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت عدی بن حاتم کے قبول اسلام کے بعد کا ہے کیونکہ جو ابھی اسلام ہی نہ لایا ہو اس سے پہلا مطالبہ اسلام قبول کرنے کا ہوگا نہ کہ صلیب اتار پھینکنے کا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ایک غیر مسلم جب اسلام قبول کرتا ہے تو دفعتہً وہ کفر کی تمام رسموں سے باہر نہیں آجاتا بلکہ کچھ مدت تک اس میں جاہلیت کی رسمیں ناواقفیت یا بے توجہی کی وجہ سے باقی رہتی ہیں اس لیے کسی پر دفعتہً بوجھ ڈالنے کی بجائے بتدریج اس کی اصلاح کرنی چاہیے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعلم انه لما ثبت انه واجب الوجود.... ثبت ان صفاته غیر زائدة علیٰ ذاته"

(جاننا چاہیے کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے...... تو ثابت ہو گیا کہ اس کی صفات اس کی ذات پر زائد نہیں ہیں بلکہ عین ہیں)

لیکن کیا اچھا ہوتا اگر ان کی رائے گرامی امام ابو حنیفہ و امام شافعی یا امام بخاری و امام مسلم کی رائے کے ساتھ متفق ہو جاتی۔

تا بخوانی حکمت یونانیاں　　حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

۴۔ نصب العین کے سلسلے میں میری معروضات سے فاضل مقالہ نویس نے اپنے گرامی مقالہ (اپریل ۱۹۶۰ء) میں کوئی تعرض نہیں فرمایا لہٰذا میری معروضات ہنوز ان کے اعتنا کی منتظر ہیں:

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

میں نے آرنلڈ کا حوالہ دیا تو آپ نے اعتراض فرمایا۔ لیکن آپ خود لارڈ ھیڈنگٹن اور ولیم بسل کے حوالے دے رہے ہیں۔

میں آپ کے اس خیال سے سو فی صد متفق ہوں کہ کوئی مسلمان محکمات قرآنی کے خلاف بدعات و اختراعات کے سننے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ جیسا کہ آپ واقف ہیں ام موسیٰ (سیدہ یوکبد) کو الہام ہی ہوا تھا کہ "اپنے بچے کو صندوق میں رکھ کر سمندر میں ڈال دے۔" یہ کتاب اللہ کے مطابق تو نہ تھا مگر ام موسیٰ کے لیے تو حجت تھا۔ اقبال نے کہا ہے:

بوعلی اندر غبار ناقہ گم　　دست رومی پردۂ محمل گرفت

میں پہلے مصرعے کا قائل ہو جاتا ہوں۔ آپ دوسرے مصرعے کے قائل ہو جائیے۔ رہے امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام بخاری نیز امام رازی، امام غزالی اور امام تفتازانی تو ان کی عظمت جلیلہ کے اعتراف کے باوجود ان میں سے کوئی بالاتر از تنقید نہیں اور نہ ان سے کوئی اختلاف کفر ہے۔

زاں طرف کہ عشق مے افزود درد　　بوحنیفہ شافعی درسے نہ کرد　　(رومی)

ہمارے نزدیک نہ اہل تصوف کی ہر بات کی تائید ضروری ہے نہ ان ائمہ کی ہر بات ماننا فرض ہے۔ ان میں کسی کی تقلید یا تائید ہمارے پیش نظر نہ تھی۔ ہم نے جو کچھ لکھا اپنی سمجھ کے مطابق لکھا۔ اور اس میں خطا کا امکان بالکل ویسا ہی ہے جیسا خود آپ کی تحقیق میں۔ لیکن ناانصافی ہوگی اگر آپ کی وسعت نظر اور قوت استدلال کا کھلے دل سے اعتراف نہ کیا جائے۔

(محمد جعفر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حلال یا حرام قرار دیں۔ ایک موقعے پر حضورؐ نے کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو خدا کی طرف سے یوں باز پرس ہوئی کہ لم تحرم ما احل اللہ لک ؟ جو تمہارے لیے خدا نے حلال کیا ہے اسے تم حرام کیوں کرتے ہو ؟

نصاریٰ یہ کرنے لگے تھے کہ وہ کتاب اللہ (بائبل) سے کسی چیز کی حرمت و حلت معلوم کرنے کی بجائے اپنے علماء و مشائخ کی طرف رجوع کرتے تھے اور بائبل کے خلاف بھی اگر وہ کسی شے کو حلال یا حرام قرار دے دیتے تو یہ نصاریٰ اسے تسلیم کر لیتے تھے۔ اور بائبل کی پرواہ نہ کرتے تھے۔

ہم مسلمانوں کے لیے یہ تعزیر نبویؐ ایک بڑا اہم لمحۂ فکریہ پیدا کرتی ہے۔ حضورؐ خود فرما رہے ہیں کہ تحلیل و تحریم کا حق کسی غیر اللہ کو دینا اسے رب بنانے کے مترادف ہے۔ اب یہ حق خواہ پیر کو دیا جائے یا کسی امام کو یا خود رسولؐ کو سب کا سب یکساں اتخاذ رب (رب بنانا) ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ توحید نہیں بلکہ بالکل اسی طرح شرک ہے جس طرح رسول کی عبادت یا امام کی پرستش یا پیر کی پوجا۔ جس طرح بے جان بت اور جاندار انسان کی پوجا شرک ہے اسی طرح اسے حقدار تحریم و تحلیل تسلیم کرنا اور ارباب بنانا بھی شرک ہے۔

لیکن یہاں ایک بڑی پیچیدگی یہ پیدا ہوتی ہے کہ بہت سی چیزوں کے متعلق قرآن نے خاموشی اختیار کی اور انہیں حلال یا حرام نہیں کیا اور ہماری روایات میں موجود ہے کہ انہی چیزوں کو رسولؐ نے یا خلفائے راشدینؓ نے یا ائمۂ مجتہدین نے حرام یا حلال قرار دیا اور ہم انہیں اسی طرح مانتے چلے آتے ہیں تو کیا یہ بھی اتخاذ رب ہے؟ یہاں ایک اور سخت پیچیدگی یہ پیدا ہوتی ہے کہ حلال و حرام کی ایک لمبی فہرست ہماری فقہ میں موجود ہے جس کا وحی الٰہی میں کوئی ذکر نہیں۔ ایسا کیوں ہے ؟ اور اس کے بارے میں کیا طرزِ عمل اختیار کیا جائے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

اصالتاً وہی چیزیں حلت و حرمت سے تعلق رکھتی ہیں جن کا ذکر وحی الٰہی (کتاب اللہ) میں موجود ہو۔ ان کے علاوہ جن چیزوں کو حلال و حرام قرار دیا گیا ہے وہ یا تو استنباط و اجتہاد ہے یا آرڈی ننس یا عملی مشاہدات۔ مثلاً دریائی سانپ کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں مگر اسے صید البحر پر صحیح یا غلط قیاس کیا جا سکتا ہے۔ یہ استنباط و اجتہاد ہے۔ یا مثلاً حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں کتابیہ کو نکاح میں لانے سے روک دیا۔ یہ فقط ایک وقتی آرڈی ننس تھا۔ امیر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ مصالح وقت یا مصالح امت کے لیے ایسے آرڈی ننس نافذ کر دے۔ ایسے آرڈی ننس قصیر المیعاد اور طویل المیعاد دونوں ہو سکتے ہیں لیکن یہ کوئی مستقل حلت و حرمت سے تعلق نہیں رکھتے۔ یہ آرڈی ننس کی مثال ہے۔ یا مثلاً ایک محقق کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ فلاں چیز کے استعمال سے یہ نقصان پہنچتا ہے۔ لہٰذا لوگوں کو اس کے استعمال سے روک دیا جاتا ہے۔ یہ تجربہ و مشاہدہ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ جناب عدی اس سے بے خبر نہ تھے کہ وہ صلیب کو ایک غیر اسلامی رسم بھی نہ سمجھتے ہوں اس لیے قرینہ ہے کہ محض زینت کے لیے صلیب لٹکا رکھی ہو گی لیکن وہ اسے ایک معمولی بات سمجھتے تھے اور آنحضرتؐ نے انہیں بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ دور رس نتائج کی حامل ہے۔

۳۔ وثن عربی میں ایسے بت یا صنم کو کہتے ہیں جو انسانی شکل رکھتا ہو اور اس کی پوجا کی جائے۔ البستان میں ہے

وھو ما یصنعہ الانسان من مواد الارض کصورۃ الآدمی ویعبد من دون اللہ

یعنی آدمی زمینی مادے سے انسانی شکل کی جو چیز بنائے اور خدا کے علاوہ اس کی پوجا کی جائے اسے وثن کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ صلیب کی شکل انسان جیسی نہیں ہوتی مگر وہ بھی وثن ہے کیونکہ اس کی پرستش ہوتی ہے۔ اگر پرستش نہ بھی ہوتی ہو تو اسی کے واسطے سے سیدنا مسیحؑ کی پرستش ہوتی ہے۔ گویا حضورؐ نے جناب عدیؓ کو یہ بتایا کہ ہر وہ چیز وثن (بت) ہے جو غیر اللہ کی عبادت کا سبب بنے بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ۔ اسی مفہوم کے پیش نظر آنحضرتؐ نے دعا فرمائی ہے کہ اللھم لا تجعل قبری وثنا ۔ ۔ ۔ خداوندا میری قبر کو بت نہ بننے دینا ظاہر ہے کہ قبر کی شکل انسان جیسی نہیں ہوتی اس کے باوجود قبر بھی وثن بن سکتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ کوئی شے خواہ وہ مجسم ہو یا غیر مجسم، مادی ہو یا تصوراتی، جو کچھ بھی ہو اگر وہ غیر اللہ کی عبادت (پرستش و اطاعت) کی طرف لے جاتی ہے تو بلاشبہ وہ بت ہے، صنم ہے اور وثن ہے۔

۴۔ وثن کی طرح آنحضرتؐ نے اتخاذ رب (رب بنانے) کا مطلب بھی واضح فرمایا ہے اور یہ بڑی بنیادی تفسیر ہے جو ہمارے لیے ہر قدم پر ایک لمحۂ فکریہ پیدا کرتی ہے۔ رب صرف وہی نہیں جس کی حمد وثنا یا پرستش کی جائے۔ پوجا پاٹ تو دراصل اس حقیقت کا مظاہرہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر موڑ پر اطاعت بھی اسی کی کرتے ہیں جس کی پرستش کر رہے ہیں۔ اگر پرستش کسی اور کی ہو اور اطاعت کسی اور کی کی جائے تو یہ منافقت ہے اور جھوٹی پرستش ہے۔ اطاعت کے بغیر ہر پرستش بے معنی ہے اور اطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ مطاع جس چیز کا حکم دے اسے بجا لایا جائے اور جس شے سے روکے رک جایا جائے۔ وہ جسے حلال بتائے اسے حلال سمجھا جائے اور جسے حرام قرار دے اسے حرام تصور کیا جائے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار جیسا کہ حضورؐ نے بتایا صرف اسی کو ہے جو رب ہے۔ جو رب نہیں وہ حلال یا حرام کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھتا۔ اس ربانی حق کو جو اختیار کرے وہ دراصل رب بنتا ہے اور جو کسی کے لیے اس حق کو تسلیم کرے وہ اسے رب بناتا ہے۔ رب چونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لیے تحریم و تحلیل کا حق اس نے کسی انسان کو نہیں دیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا اختیار نہیں کہ اپنی مرضی سے کسی شے کو

© rasailojaraid.com